www.KitaboSunnat.com

جسے پہلے کوئی جانتا بھی نہیں تھا لیکن آج وہ علم و عمل کی روایات کا حامل ہے اور لاکھوں دلوں کی محبت و عقیدت کا مرجع و مرکز، یہ نوجوان ابتسام جہاں بھی جاتا ہے نوجوان اس کے لئے دیدہ ودل فرش راہ کرتے ہیں، بوڑھے اس کی بلائیں لیتے اور اسے دعائیں دیتے ہیں اور لوگ اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تابانہ دوڑتے ہیں۔ عظمت و محبوبیت کا یہ مقام، جو کسی لکھ پتی، ارب پتی یا اس کے بیٹے کو حاصل نہیں۔ حافظ ظہور الٰہی کے بیٹوں اور پوتوں کو محض اس لئے حاصل ہے کہ وہ دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے محاذ پر سرگرم ہیں اور آدم جی اور داؤد جی یا ٹاٹا، برلا بننے کی بجائے اُنہوں نے دین کا سپاہی بننا پسند کیا ہے۔ آج نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق من كان لله، كان الله له (جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ بھی اس کا ہو جاتا ہے) اللہ کی مدد ان کے شامل حال ہے۔ اہل تجارت و کاروبار کے لئے اس میں عبرت و موعظت بھی ہے اور قابل تقلید نمونہ بھی۔ کاش انہیں بھی حاجی ظہور الٰہی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی ہو۔[1] و يرحم الله عبدًا قال آمينا [مزید اضافہ کے لئے آخر میں نمبر ۵ کے تحت]

استدراکات

(۱) روپڑی خاندان کے عظیم اسلاف کے اخلاف میں سے بتلایا گیا تھا کہ صرف حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ (حافظ محمد حسین روپڑی کے صاحبزادے) اپنے خاندان کی علمی روایات کا علم بلند کئے ہوئے ہیں، باقی گم نامی کی نذر ہو گئے کیونکہ وہ علم و عمل کی ان روایات سے وابستہ نہیں رہے جس نے اس خاندان کو عظمت و وقار کا ایک خاص مقام عطا کیا تھا۔ حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب کے چار صاحبزادے ہیں: حافظ حسین ازہر، حافظ حسن مدنی، حافظ انس مدنی اور حافظ حمزہ مدنی۔ چاروں نے باقاعدہ درسِ نظامی کی مکمل تعلیم حاصل کی ہے اور اسلامی علوم اور دینی اداروں کی خدمت کے ذریعے ماشاء اللہ خاندان کی علمی و دینی روایات کے امین بن گئے ہیں۔

سلّمهم الله تعالىٰ وبارك في علمهم وعملهم

حافظ صاحب موصوف کے چاروں بیٹے علم قدیم و علم جدید کا حسین امتزاج ہیں اور سب

[1] ہفت روزہ 'الاعتصام' لاہور، ۱۴ جولائی ۱۹۹۵ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اہم موضوعات میں پی ایچ ڈی کر کے عصری جامعات سے ڈاکٹریٹ کی اسناد بھی حاصل کرلی ہیں۔ حافظ حسن مدنی، جو پہلے جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) میں مدیر التعلیم اور ماہنامہ 'محدث' کے مدیر ہی تھے، اب وہ اُس کے ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی میں علوم اسلامیہ کے اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حال ہی میں اُنہیں کتاب وسنت کی اشاعت کے عالمی ادارے 'دار السلام انٹرنیشنل' کے زیر اہتمام قائم ہونے والی اہل علم وقلم کی تنظیم 'اہل حدیث رائٹرز فورم' کا صدر مقرر کیا گیا ہے۔ محدث میں ان کے مضامین ومقالات کئی برسوں سے شائع ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی، قراءاتِ عشرہ کے نہایت ممتاز قاری ہیں اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کی البیت العتیق برانچ کے مدیر التعلیم ہیں، ہر سال کویت میں رمضان المبارک کے قیام اللیل میں اہل عرب کو اپنی خوب صورت آواز میں مسحور ومحظوظ کرتے ہیں، عشرۃ قراءات میں اُن کی آواز میں مکمل قرآن، کویت ومصر میں ریکارڈ ہو چکے ہیں۔ حافظ انس مدنی، مدینہ یونیورسٹی کے فاضل، تفسیر قرآن اور علم الفرائض (علم وراثت) میں خصوصی مہارت کے حامل ہیں اور جامعہ مذکور میں استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ اُردو زبان میں اہل حدیث کی سب سے بڑی ویب سائٹ 'کتاب وسنت' کے مدیر ہیں۔ اُنہوں نے بھی ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرلی ہے۔ گویا یہ خانوادۂ علم وعمل ... ع این خانہ ہمہ آفتاب است ..... کا مصداق ہے۔ کثّر اللہ أمثالھم فینا

حافظ عبد الرحمٰن مدنی صاحب کی چھ بیٹیاں ہیں۔ سب کی سب حافظات اور دینی تعلیم سے آراستہ ہیں، ان میں سے ایک ڈاکٹر حافظہ مریم مدنی نے غالباً درایتِ تفسیری کے نہایت اہم موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی لی ہے۔ مزید دو بیٹیاں بھی ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ حافظ صاحب کے داماد بھی علم وتحقیق اور دعوت وخطابت میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں جن میں ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، ڈاکٹر خالد حمید، عبد القوی لقمان کیلانی اور حافظ طاہر اسلام عسکری نمایاں ہیں۔ یوں اس منزلِ علم وعمل کے حافظ عبد الرحمٰن مدنی پہلے اکیلے ہی راہی تھے، اب اُن کے صاحبزادگان والاتبار اور بیٹیاں واصہار بھی ان کے رازداں اور اس وادیٔ پرخار کی آبلہ پائی میں اُن کے ہمدم وہم ساز اوران کے مددگار ہیں۔ حفظھم اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برادرم حافظ مدنی صاحب کی اولاد کی تعلیم وتربیت میں اُن کی والدہ محترمہ رضیہ مدنی کا ذکر نہ کرنا زیادتی ہوگا۔ محترمہ نہایت نیک خاتون ہیں، تین دہائیوں سے خواتین کو قرآن کریم اور حدیثِ نبوی کی تعلیم دینے میں مصروفِ عمل ہیں، آپ سے ہزاروں خواتین تعلیم حاصل کرکے، دین کی اس روشنی کو آگے پھیلا رہی ہیں۔ آپ صاحبِ تیسیر القرآن مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی دوسری بیٹی ہیں، اور لاہور میں خواتین کے درجنوں تعلیمی مراکز آپ کے زیر نگرانی چل رہے ہیں۔

مولانا محمد حسین روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پوتے (حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ کے بھتیجے) حافظ عبدالحفیظ روپڑی بھی دنیوی علوم سے آراستہ ہونے کے بعد روپڑی خاندان کی علمی ودینی روایات کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ کراچی میں اُن کے والد حافظ عبداللہ حسین روپڑی مرحوم نے جامعہ عمر بن عبدالعزیز کے نام سے ڈیفنس کراچی میں ایک دینی ادارہ قائم فرمایا تھا۔ اب مولانا حافظ عبدالحفیظ حفظہ اللہ اِس کے مدیر ومنتظم اور والد مرحوم کے لگائے ہوئے پودے کو اپنے خونِ جگر سے سینچ رہے ہیں۔ خود بھی موصوف تحقیقی و علمی ذوق سے بہرہ ور ہیں، علاوہ ازیں علما کے نہایت قدر دان اور ان کے خوانِ علم کی ریزہ چینی میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ بھی جماعت کی اُمیدیں وابستہ ہیں۔ اللہ نے اُن کو مالی وسائل سے بھی نوازا ہے علم کی دولت سے بھی مالامال کیا ہوا ہے۔ نیز اپنے برادران گرامی قدر کا مالی تعاون بھی اُنہیں حاصل ہے، علاوہ ازیں وہ خاندان کے علم و عمل کی روایات کو آگے بڑھانے کا جذبہ فراواں بھی رکھتے ہیں۔ وفقہ اللہ

ابھی حال ہی میں اُنہوں نے دو میدانوں میں نہایت اہم علمی پیش رفت کی ہے، اللہ تعالیٰ اُن کو کامیاب فرمائے۔ ایک، اپنے ادارے میں یک سالہ دورۂ تخصص شروع کیا ہے اور دوسرا دارالافتا کے لئے مستند علما کا ایک بورڈ بنا دیا ہے۔

ایک حسرت اور آرزو

جب مولانا محمد حسین روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگانِ گرامی قدر اور ذی شان پوتوں کا ذکر نوکِ قلم پر آہی گیا ہے تو ایک حسرت اور آرزو کا ذکر کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ مولانا حسین روپڑی کے دو صاحبزادگان اور بھی ہیں: حافظ عبد الماجد (کراچی) اور حافظ عبد الوحید روپڑی (لاہور) حفظہما اللہ تعالیٰ، یہ دونوں بھی ماشاء اللہ خاندان کے علم و عمل اور دینی اَقدار و روایات کے حامل اور پابند ہیں اور دنیوی وسائل سے بھی خوب خوب مالا مال ہیں۔ وہ ان خداداد وسائل فراواں سے دین اور علوم دینیہ کی خدمت اور نشر و اشاعت کا نہایت قابل قدر کام سرانجام دے سکتے ہیں لیکن افسوس وہ اس میں کوتاہ دست واقع ہوئے ہیں بلکہ حافظ عبد الوحید روپڑی صاحب تو جو مالی تعاون جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) سے کیا کرتے تھے، بھائیوں کے اختلافات کی وجہ سے انہوں نے مسلسل کئی سالوں سے اس کا سلسلہ موقوف کیا ہوا ہے۔ کاش ایسا نہ ہوتا!! دینی ادارے اللہ کے توکل پر ہی چلتے ہیں اور مذکورہ عدم تعاون کے باوجود جامعہ رحمانیہ حسبِ سابق چل رہا ہے بلکہ شاید اُس وقت سے زیادہ وسیع پیمانے پر چل رہا ہے جب اس کو حافظ عبد الوحید صاحب کی طرف سے زکوٰۃ کی ایک خطیر رقم ملتی تھی اور اس کے نظم و انصرام میں وہ خود بھی شریک تھے۔

یہ بات اُن کے لئے قابل غور ہونی چاہیے کہ جائداد اور کاروباری اختلافات کی وجہ سے اُنہوں نے اپنے خاندان کے ایک دینی و علمی ادارے سے، جس کے قیام و بقا میں اُن کا بھی معتد بہ حصہ ہے، عدم تعاون کی پالیسی کو جاری رکھنے کا کوئی معقول جواز ہے؟ حسرت یہی ہے کہ کاش ایسا نہ ہوتا۔ اخلاص کا تقاضا تو یہ تھا اور ہے کہ وہ اختلافات کے باوجود اس کو اپنا ہی ادارہ سمجھتے ہوئے اس تعاون سے دست کش نہ ہوتے جو وہ سالہا سال سے اس کے ساتھ کرتے چلے آرہے تھے۔ یہ انہی کے خاندان کا جاری کردہ چشمۂ فیض ہے جس سے تشنگانِ علوم نبوت سیراب ہو رہے ہیں اور جو اُن کے خاندان کی نیک نامی کا باعث اور عند اللہ سرخ روئی کا ذریعہ ہے۔ اس حسرت کے ساتھ آرزو یہی ہے کہ حافظ صاحب موصوف اپنے موجودہ رویّے پر نظر ثانی فرمائیں اور دونوں کے چھوٹے بھائی حافظ عبد الماجد صاحب (ایم ڈی حفاظ سیم لیس پائپ انڈسٹریز) بھی اس کارِ خیر میں بایں طور حصہ لیں کہ وہ خود بھی اپنے مالی وسائل کے مطابق خاندان کی علمی و دینی روایات کو آگے بڑھانے میں سرگرمی سے حصہ لیں اور دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے کے قریب کر کے اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ جامعہ اور اس کے ملحقہ اداروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ حسبِ سابق غیر مشروط تعاون کریں۔ اس وقت وہ طوفانوں سے کھیلنے والوں کا ساحل پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہیں اور بے دینی کے سیلاب کے آگے بند باندھنے والے اور الحاد کے جھکڑوں سے نبرد آزما زبانِ حال سے اُن کی بابت کہہ رہے ہیں ...

؏ کجا دانند حالِ ما سبک ساران ساحلہا

وفّقهما الله وإيانا لما يحبّ ويرضىٰ!

(۲) ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ کی بابت جو کچھ عرض کیا گیا تھا، وہ اس وقت ریاض (سعودی عرب) میں تھے، اسی حوالے سے ساری گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے بعد موصوف مستقل طور پر پاکستان آگئے اور کئی سال تک اسلام آباد کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں بحیثیتِ پروفیسر تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اب ریٹائرمنٹ کے بعد اُن کا زیادہ وقت تصنیف و تالیف میں گزرتا ہے اور ساتھ ساتھ الریاض کی طرح دروس و خطابات کے ذریعے سے تبلیغ و دعوت میں بھی خوب سرگرم ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے۔

پہلے اُن کی جن کتابوں کی فہرست دی گئی تھی، وہ اس وقت بیشتر عربی میں تھیں، اب خود موصوف نے اُن میں سے متعدد کتابوں کو اُردو کے قالب میں ڈھال دیا ہے اور مزید کئی نئی کتابیں بھی تالیف کی ہیں۔ یہ سب کتابیں زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے کے بعد مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ النور کے نام سے ان کا اپنا ادارہ انہیں شائع کر رہا ہے اور یہ کتب مکتبہ قدوسیہ لاہور سے بآسانی دستیاب ہیں۔ ڈاکٹر موصوف حفظہ اللہ کی کتابیں اُن کے دروس و خطابات کی طرح نہایت علمی و تحقیقی ہیں، احادیث کی تحقیق و تخریج کا خصوصی اہتمام ہے۔ یہ کتابیں عوام ہی کے لئے نہیں، خواص (اہل علم) کے لئے بھی نہایت مفید ہیں۔

حاجی ظہور الٰہی مرحوم کا مذکورہ کردار، بیٹے کی زبانی

ڈاکٹر صاحب نے چند دن قبل اپنے والد مرحوم کے اس خصوصی کردار پر مبنی، جس کا ذکر راقم نے خصوصی طور پر کیا تھا، اپنے ساتھ بیتا ہوا واقعہ راقم کو سنایا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا: جب میں نے بی اے کا امتحان نہایت اعلیٰ نمبروں کے ساتھ پاس کر لیا تو والد محترم نے پوچھا: فضل الٰہی! اب کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: میں سی ایس پی کا امتحان دوں گا۔ والد محترم نے کہا: نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا حکم تو یہ ہے کہ جامعہ محمدیہ میں داخل ہو کر دین کا علم حاصل کرو۔ میں نے انکار کیا اور اُنہوں نے اپنی رائے پر اصرار جاری رکھا۔ لیکن میں انکار ہی کرتا رہا، بالآخر فرمایا: فضل الٰہی! سی ایس پی افسر بن کر تمہیں جتنی تنخواہ ملے گی، وہ میں تمہیں دے دیا کروں گا لیکن تم دین کے عالم ہی بنو۔ لیکن میں پھر بھی آمادہ نہیں ہوا، اور سی ایس پی میں داخلے کے لئے انٹرویو کے لئے لاہور آگیا، اس انٹرویو میں بھی میں نہایت ممتاز نمبروں کے ساتھ پاس ہو گیا اور داخلے کے لئے منتخب کر لیا گیا۔ اس کامیابی کے ساتھ جب میں واپس گھر (گوجرانوالہ) جارہا تھا تو بس میں اللہ نے میرا ذہن یک دم بدل دیا اور میں نے واپس جا کر جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخلہ لے لیا۔

میں ڈاکٹر صاحب کی زبانی یہ واقعہ سن کر حیران بھی ہوا اور خوش بھی۔ حیرانی اسی بات کی تھی کہ اللہ نے حاجی صاحب کے اندر اپنی اولاد کو دین کا خادم بنانے کی کس طرح لگن اور تڑپ پیدا کر دی تھی اور خوشی اس بات کی کہ راقم نے ان کے جس کردار کو نمایاں کیا ہے، اس واقعے سے اس کی مزید تائید ہو گئی ہے۔

آج فضل الٰہی صاحب اگر ایک اعلیٰ افسر بنے ہوتے تو دنیوی مراعات سے تو یقیناً وہ بہرہ ور ہوتے لیکن گم نامی ان کا مقدر ہوتی۔ بے شمار افسرانِ اعلیٰ ہیں لیکن اُن کو کون جانتا ہے؟ لیکن جب اس فضل الٰہی نے والد صاحب کی نیک خواہش کو جامۂ عمل پہناتے ہوئے مدرسے کی چٹائیوں پر بیٹھ کر دین کا علم حاصل کر لیا تو وہ ڈاکٹر فضل الٰہی بن کر علم و عمل کا آفتاب بنا ہوا ہے جس کی ضیاپاشیوں سے عرب و عجم کے بے شمار لوگ اکتسابِ فیض کر رہے ہیں، ایک مینارۂ علم ہے جس کی کرنوں سے دنیا کا کوچہ کوچہ، قریہ قریہ، منور ہو رہا ہے، علم و عمل کا ایک چشمۂ صافی ہے جس سے علما بھی سیراب ہو رہے ہیں اور تشنۂ عمل بھی اپنی جھولیاں بھر رہے ہیں، ورع و تقویٰ کا ایک سنگ میل ہے جس سے گم گشتگان بادیہ ضلالت راہ یاب ہو رہے ہیں اور عہدِ سلف کی ایک یادگار ہے جس کے دیکھنے کو اب آنکھیں ترستیاں ہیں۔ متّعنا الله بطول حياته وبارك في مساعيه و جهوده

مذکورہ مضمون کی تحریر کے وقت ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب کے دونوں بیٹے ریاض یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے، اب وہ بھی پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں اور نامور باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علم و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کی مشعلیں فروزوں کئے ہوئے ہیں جن سے جہالت اور شرک وبدعت کی تاریکیاں دور اور توحید وسنت کے چراغ روشن ہو رہے ہیں۔ سلمہما اللہ تعالیٰ

(۳) حاجی ظہور الٰہی صاحب کے بیٹے محبوب الٰہی صاحب کی بابت عرض کیا گیا تھا کہ راقم اُن کی زیارت وملاقات کے شرف سے محروم ہے (اور یہ محرومی تاحال قائم ہے) لیکن وہ بھی اسی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں جو حاجی صاحب مرحوم نے اپنے بیٹوں کے لئے تیار کیا تھا۔ یہ خیال صحیح ثابت ہوا اور وہ حیدر آباد سے گوجرانوالہ آگئے ہیں اور کاروبار کر رہے ہیں۔ جس میں اب اُن کے بیٹے بھی شریک ہیں لیکن الحمدللہ اُنہوں نے بھی حاجی صاحب مرحوم کا بیٹا ہونے کا ثبوت دے دیا ہے (ایسا بیٹا جیسا وہ چاہتے تھے) اور ماشاء اللہ محبوب الٰہی کا ایک بیٹا، فرمان الٰہی، علومِ قرآن و حدیث کے زیور سے آراستہ ہو کر دعوت وتبلیغ کے اسی قافلے کے ہم رکاب ہے جو حاجی صاحب کی مخلصانہ کوششوں سے انہی کے خاندان کے اصحاب علم وفضل پر مشتمل ہے۔ راقم کو اس عزیز (فرمان الٰہی) کی ایک تقریر سننے کا اتفاق ہوا، جسے سن کر بے انتہا خوشی ہوئی، تقریر میں اس جوش وولولے کی فراوانی تو نہ تھی جو ان کے عم محترم علامہ احسان الٰہی ظہیر کی خطابت کا طرۂ امتیاز تھا، لیکن وہ اخلاص، سادگی اور تاثیر یقیناً تھی جو ان کے دوسرے عم گرامی قدر محترم ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ سلّمہ اللہ

حاجی صاحب مرحوم کے ایک بیٹے شکور الٰہی تھے جو اس وقت زندہ تھے جب مضمون لکھا گیا تھا، اب وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ غفر اللہ لہ ورحمہ... ان کی تعلیم کیا تھی؟ راقم اس کی تفصیل سے بے خبر ہے، غالباً والد مرحوم ہی کے ساتھ سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں رہائش پذیر تھے، راقم کی ان سے ملاقات رہی ہے، توحید وسنت کی غیرت ان کے اندر بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، ایمانی غیرت کے اسی پیکر میں ڈھلے ہوئے تھے جو حاجی صاحب نے اپنے بیٹوں کے لئے تیار کیا تھا اور وہ خود بھی اس کا ایک حسین مرقع تھے۔

(۴) حاجی صاحب مرحوم پر جب مضمون لکھا گیا تھا، حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، انجینئرنگ میں زیر تعلیم تھے اور سبقاً سبقاً احادیث پڑھنے کا اور اپنے چھوٹے بھائیوں کو بھی دینی علوم سے آراستہ کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ بلاشبہ ایسا ہی ہوا اور ماشاء اللہ حافظ ہشام الٰہی اور معتصم الٰہی بھی علوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدیدہ کے ساتھ علوم دینیہ سے بھی بہرہ ور ہیں، ان کی تقاریر سننے کا تو راقم کو موقعہ نہیں ملا، لیکن جن کو اس کا موقع ملا ہے، اُنہوں نے ان کی تقریری صلاحیتوں کی تعریف کی ہے اور اس کی بابت بہت اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کو دین اور مسلک کی خدمت کی مزید توفیق سے نوازے۔ البتہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر کی بابت اس وقت ان کی صلاحیتوں اور عزائم کے بارے میں جن اچھے جذبات اور توقعات کا اظہار کیا گیا تھا، افسوس وہ نقش بر آب اور ع.. جو دیکھا خواب تھا، جو سنا افسانہ تھا کی مصداق ثابت ہوئیں۔ کاش ایسا نہ ہوتا لیکن ماشاء اللہ کان و ما لم یشأ لم یکن قضاوقدر کے فیصلوں کو کون ٹال سکتا ہے؟ تاہم ہم جیسے جماعت کے بے شمار ہمدردوں اور مسلک کے خادموں کے لئے یہ المیہ نہایت روح فرسا اور اعصاب شکن ہے۔ سالہا سال پہلے جب اس کرب ناک المیے کا آغاز نہیں ہوا تھا لیکن حالات و آثار اس طوفان کی نشاندہی کر رہے تھے، ان ایام میں ایک دو مرتبہ عزیز گرامی سے ملاقات ہوئی، راقم نے ہر مرتبہ اُن کو یہی سمجھایا کہ وہ نوجوانوں کے نرغے میں اور پرستاروں کے جھرمٹ میں پھنس کر کوئی غلط قدم نہ اُٹھائے کہ ع موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں!

اُنہوں نے ہر مرتبہ یہی یقین دلایا کہ ایسا نہیں ہوگا، لیکن جو ہونا تھا، وہ ہو کر ہی رہا۔ پہلے وہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کا فرزندِ گرامی تھا، ملت کے مقدر کا ستارہ تھا، ہر اہل حدیث کی آنکھوں کا تارا تھا، ان کے روشن مستقبل کی اُمیدوں کا مرکز تھا۔ لیکن افسوس اُمیدوں کے یہ شیش محل چکنا چور ہو گئے، تمام حسین خواب بکھر گئے اور تب سے پوری جماعت ایک نہایت کرب ناک اذیت سے دوچار ہے۔ جماعت کے متعدد مخلصین نے اس صورتِ حال کے خاتمے کے لئے مختلف کوششیں کیں لیکن کوئی حل نہیں نکل سکا۔ اس میں قصور کس کا ہے؟ یا کس کا زیادہ اور کس کا کم ہے؟ اس بحث میں پڑے بغیر راقم جماعت کا ایک ادنیٰ کارکن اور مسلک کا ایک خادم ہونے کے ناطے دونوں فریقوں سے مخلصانہ اور ہمدردانہ گزارش کرتا ہے کہ وہ اس کو انا اور وقار کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ جماعت اور مسلک کے وسیع تر مفاد میں مفاہمت اور قربت کا راستہ اختیار کریں، ایثار و قربانی کا راستہ اپنائیں اور من تواضع للہ کو شعار بنا کر رفعہ اللہ پر یقین رکھیں۔

عہدہ و منصب، دنیا کی زندگی کی طرح، فانی اور عارضی چیزیں ہیں، علاوہ ازیں یہ عزت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و مرتبت کی پائیدار بنیاد بھی نہیں۔ اصل عزت و احترام وہ ہے جو لوگوں کے دلوں میں ہو اور یہ مقام بلند علم و فضل کی فراوانی اور بے لوث خدمت سے حاصل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب حفظہ اللہ (حافظ ابتسام الٰہی کے عم گرامی قدر) ان کے پاس کون سا جماعتی عہدہ ہے؟ لیکن اپنے علم و فضل، رفعتِ کردار اور اپنی گراں قدر خدماتِ جلیلہ کی وجہ سے ان کی عظمت مسلّم اور ہر اہل حدیث کے دل میں ان کے لئے احترام کے بے پناہ جذبات ہیں۔

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر سلّمہ اللہ اب نوجوان تو نہیں، تاہم ابھی جواں، عزائم جوان ہیں، علم و خطابت کی اچھی صلاحیتوں کے حامل ہیں، وہ اپنے مخصوص حلقۂ یاراں سے نکل کر اب بھی جماعتی دھارے میں شامل ہو جائیں تو عزت و وقار کی وہ بلندیاں ان کی منتظر ہیں جو مخلص اور بے لوث لوگوں کا مقدر ہوتی ہیں، اہل حدیث عوام و خواص ان کے لئے دیدہ و دل فرشِ راہ کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ وہ عہدہ و منصب سے بے نیاز ہو کر فرزندِ جماعت بن جائیں اور جو جماعت کا ہو جائے تو جماعت بھی بالآخر اس کو سر آنکھوں پر بٹھا لیتی ہے اور اس کو وہ مقام دینے پر مجبور ہو جاتی ہے جس کا وہ اپنی صلاحیتوں اور خدمات کی بنیاد پر اہل ہوتا ہے۔ وفّقه الله تعالى وإيانا لما يحب و يرضى (اضافہ جات رقم کرنے کی تاریخ: ۲۷؍جون ۲۰۱۳ء)

(۵) **بعض اور اکابر کی تربیت کے اثرات و نتائج:** [نوٹ: ذیل کا مختصر مضمون بھی حاجی ظہور الٰہی مرحوم کی وفات پر لکھے گئے مضمون کے تتمہ کے طور پر ۱۹۹۵ء ہی میں تحریر کیا گیا تھا۔ اس میں بھی حاجی صاحب مرحوم کی طرح بعض اکابر کی تربیت و اثرات کا مختصر تذکرہ ہے] پروفیسر حافظ عبد اللہ صاحب، جن کی وفات چند سال قبل ہی ہوئی ہے۔ ان کی زندگی اگرچہ کالج میں لیکچر دیتے ہوئے ہی گزری ہے۔ لیکن دعوت و تبلیغ کا جو جذبہ کوٹ کوٹ کر ان کے اندر بھرا ہوا تھا، وہ اُنہیں ایک پل آرام سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے تعلیمی میدان میں نوجوانوں کی ایک ایسی کھیپ تیار کی جو عمل اور شکل و صورت میں اسلاف کی پیکر اور علم و فکر کے اعتبار سے سلفی مسلک و منہج کی نمائندہ و ترجمان ہے۔ علاوہ ازیں خطباتِ جمعہ اور دیگر عوامی تقاریر کے ذریعے سے عوام کے بھی ایک بہت بڑے طبقے کو متاثر کیا اور اُنہیں شرک و بدعت کی تاریکیوں سے نکال کر توحید و سنت کی روشنی عطا کی اور آج وہ الحمد للہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اُنہوں نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا بھی خوب خوب اہتمام کیا اور اُنہیں دنیوی علوم کے ساتھ دینی علوم سے بھی آراستہ کیا۔ چنانچہ ان کے دو بیٹے مولانا پروفیسر عبد الرحمٰن مکی حفظہ اللہ اور پروفیسر حافظ عبد الحنان حفظہ اللہ نہ صرف جدید و قدیم علوم کا حسین امتزاج ہیں بلکہ زبردست مبلغ، شعلہ نوا مقرر اور داعیٔ کبیر ہیں اور اللہ کی توفیق سے مرحوم باپ کے تبلیغی مشن اور دعوتی مقاصد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حافظ صاحب کی ان کوششوں کے نتیجے میں اُن کی وفات سے ان کی مسندِ رُشد و ہدایت اُجڑی نہیں، جیسا کہ بہت سے علما کے ساتھ یہ حادثۂ الیمہ ہوا ہے، بلکہ وہ نہ صرف قائم ہے بلکہ اس کا فیض جاری بلکہ روز افزوں ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ، جو حافظ عبد اللہ صاحب مرحوم کے خواہر زادے اور داماد بھی ہیں، ان ہی کے حُسن تربیت کا شاہکار ہیں۔ ان کے دست و بازو پروفیسر ظفر اقبال بھی حافظ صاحب بہاولپوری کے خوانِ علم کے خوشہ چین اور انہی کے تربیت کدے کے فیض یافتگان میں سے ہیں۔ اُن کی جہد و مساعی کا دائرہ تبلیغ دعوت اور تعلیم و تربیت سے لے کر حرب و ضرب کے میدانوں تک وسیع ہے، یہ سلسلے بھی وسعت پذیر بلکہ عالم گیر ہیں۔

ایسے ہی مولانا حافظ عبد الغفور جہلمی ایک درویش منش عالم تھے۔ اُنہوں نے عمر کے آخری دور میں جہلم میں دعوت و تبلیغ کے علاوہ دینی مدارس و مساجد اور شفاخانوں کی تعمیر کا جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا، وہ محتاجِ وضاحت نہیں۔ یہ عمارات اور کارنامے جماعت اہل حدیث کا سرمایۂ افتخار ہیں۔ لیکن حافظ صاحب مرحوم کا بھی دوسرا بڑا عظیم کام یہ ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ع سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا... اس لئے اُنہوں نے اپنی اولاد کو بھی دینی علوم سے آراستہ کیا اور اپنی مسند علم و عمل کا اُنہیں جانشین بنایا۔ آج الحمد للہ، ان صاحبزادگانِ گرامی قدر کی مساعی، توجہ اور حُسن انتظام سے یہ ادارے مصروفِ عمل ہیں اور مردوں ہی میں علم کی روشنی نہیں پھیلا رہے، بلکہ عورتوں کو بھی زیور تعلیم سے آراستہ کررہے ہیں۔ علاوہ ازیں تصنیف و تالیف کے ذریعے سے بھی مسلکِ سلف کی خدمت اور اس کی نشر و اشاعت کررہے ہیں نیز عوام کی روحانی بیماریوں کے علاج کے ساتھ، ان کی جسمانی تکالیف کا اِزالہ بھی ان کے پروگرام کا ایک حصہ ہے۔ بارك الله لهم وعافاهم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ